ANTI DEATH PENALTY ASIA NETWORK

© Radio Taiwan International

چیاو ہوشن

تائیوان

تئیس برسوں سے زائد عرصے سے زیر حراست، چیاو ہوشن تائیوان کے سب سے طویل فوجداری مقدمے میں اپنا دفاع کر رہے ہیں۔ ان کے وکلاء نے حالیہ دنوں میں اس مقدمے کو تائیوان کی ‘قانونی تاریخ پر ایک دھبہ’ قرار دیا ہے۔

چیاو ہوشن اور ان کے دس شریک مدعیان کا کہنا ہے کہ ان سے تشدد کے ذریعے اقبالی بیان حاصل کیا گیا تھا اور انہیں حراست کے پہلے چار ماہ کے دوران کسی سے بھی بات کرنے کی اجازت نہیں دی گئی تھی۔ انہیں پوچھ گچھ اور تحقیقات کے دوران وکیل بھی مہیا نہیں کیا گیا تھا۔

چیاو ہوشن اور ان کے شریک مدعی بعد میں اقبالی بیان سے منحرف ہوگئے۔ انہیں پہلے ضلعی عدالت میں دو مختلف جرائم کے لیے 1987 میں مقدمہ چلایا گیا: نو سالہ لڑکے لو چینگ کا اغواء اور بعد میں قتل اور ایک شخص کو ہنگ یو لان کا قتل۔

ہائی کورٹ نے تسلیم کیا کہ پولیس کی تفتیش کے دوران تشدد اور دھونس دھمکی کا استعمال کیا گیا۔ عدالت نے شواہد سے تمام اعتراف کو علیحدہ نہیں کیا، انہوں نے تفتیشی ٹیپ سے محض وہی حصے الگ کئے جہاں مشتبہ افراد سے بدسلوکی سریحا سنی جاسکتی ہیں۔ اعترافی بیان میں اہم حقائق سے متعلق مشترکہ تضادات اور بےربطگی دیکھی جاسکتی ہے۔

> ” میں نے کسی کو قتل نہیں کیا ہے۔ جج اتنے بہادر کیوں نہیں کہ وہ مجھے بےقصور قرار دے دیں۔ “
>
> چیاو ہوشن

چیاو ہوشن کو 1989 میں چوری، اغواء اور قتل کے لیے سزاے موت سنائی گئی۔ صرف انہیں ہی یہ سزا دی گئی، باقی شریک گیارہ مدعیان پر جن میں چیاو شامل تھے تشدد کیا گیا۔ ایک ملزم فرار ہوگیا تھا۔ باقی گیارہ ساتھی ملزمان کو دس سے سترہ سال کی قید کی مختلف سزائیں سنائی گئیں۔

چیاو ہوشن کا مقدمہ سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ کے درمیان گیارہ مرتبہ دوبارہ سماعت کے لیے آتا جاتا رہا ہے۔ تائیوان میں تمام موت کی سزاوں کے لیے سپریم کورٹ کی توثیق ضروری ہے۔ عدالت عظمی متنازعہ مقدمات واپس دوبارہ سماعت کے لیے ہائی کورٹ کو بھیج سکتی ہے۔ اس دوران وکیل صفائی نیے شواہد بھی عدالت کے سامنے پیش کرسکتے ہیں۔ (ایسا لاتعداد مرتبہ کیا جاسکتا ہے۔ اس پر کوئی پابندی نہیں ہے۔)

جب دو ہزار نو میں ہائی کورٹ نے دسویں مرتبہ سماعت کے بعد چیاو ہوشن اور ان کے شریک افراد کو سزا سنائی، تو سپریم کورٹ نے ایک مرتبہ پھر کہا کہ مقدمے میں خامیاں ہیں۔ عدالت عظمی نے کئی دیگر وجوہات کے علاوہ ان دعووں کو بھی وجہ بتایا کہ اعترافی بیان زبردستی طور پر لیے گئے تھے۔

عدالت نے مقدمے کو گیارہویں مرتبہ ہائی کورٹ دوبارہ سماعت کے لیے بھیج دیا۔ لیکن مئی دو ہزار گیارہ میں ہائی کورٹ نے انہیں ایک مرتبہ پھر چیاو ہوشن کی سزائے موت برقرار رکھ دی۔ اس فیصلے کے بعد چیو ہوشن نے عدالت سے کہا: ‘میں نے کسی کو قتل نہیں کیا ہے۔ جج اتنے بہادر کیوں نہیں کہ وہ مجھے بےقصور قرار دے دیں۔’ اٹھائیس جولائی 2011 کو چیاو ہوشن سپریم کورٹ کے سامنے اپنی آخری اپیل بھی ہار گئے۔ پچیس اگست دو ہزار گیارہ کو پراسیکیوٹر جنرل نے دوبارہ سماعت کے لیے غیرمعمولی اپیل بھی مسترد کر دی ہے۔ چیاو ہوشن کو کسی بھی وقت سزائے موت دی جاسکتی ہے۔

تشدد/ دیگر بدسلوکیاں

معافی حاصل کرنے کا طریقہ کار موجود نہیں

اگرچہ تائیوان اقوام متحدہ کا رکن نہیں ہے لیکن اس نے سول اور سیاسی حقوق کے بارے میں عالمی معاہدے پر 2009 میں دستخط کر رکھے ہیں۔ اس نے اس معاہدے کو ملکی قانون میں شامل کرنے کے لیے قانون سازی بھی کر رکھی ہے۔ کریمنل پروسیجر کوڈ میں دو ہزار تین میں ترامیم کے ذریعے واضح کر دیا گیا ہے کہ اعترافی بیان کو جرم ثابت کرنے کے لیے واحد ثبوت تصور نہیں کیا جائے گا۔ کوڈ عدالتوں کو تشدد کے ذریعے حاصل کی گئی معلومات کو ثبوت کے طور پر استعمال کرنے سے منع کرتا ہے۔ لیکن اس مقدمے سے ظاہر ہے کہ ایسے ثبوت پر اکتفا کیا جا رہا ہے۔ ایمنسٹی ایکٹ میں معافی اور سزا میں تخفیف حاصل کرنے کا حق درج ہے لیکن اس کا طریہ کار نہیں دیا گیا ہے۔ اپنی تخفیف کی درخواست میں منتظر قیدیوں کو سزاے موت دی گئی ہے۔ اپریل 2010 میں وکلاء یا اہل خانہ کو بتائے بغیر تائیوان نے چار قیدیوں کو سزاے موت دی، جس سے سال دو ہزار پانچ سے سزاے موت پر عمل درآمد کی معطلی ختم ہوگئی۔ سال دو ہزار سے حکومت نے کئی مرتبہ سزاے موت ختم کرنے کی خواہش ظاہر کی ہے۔

ابھی قدم اٹھائیں

وزیر انصاف سے اپیل کریں کہ وہ

- چیاو ہوشن کی سزاے موت پر عمل درآمد عدالتی یا کسی دوسرے طریقے سے فوری طور پر روک دیں۔
- تشدد اور بدسلوکی کی رپورٹوں کی تحقیقات کریں اور اس بات کو یقینی بنائیں کہ دھونس دھمکی کے ذریعے حاصل کیے گیے تمام بیانات کو مکمل طور پر دوبارہ سماعت سے دور رکھیں۔
- چیاو ہوشن کی دوبارہ سماعت بین القوامی معیار کے مطابق یقینی بنائیں۔
- موت کی تمام سزاؤں پر عمل درآمد روک دیں اور سزا دینے پر پابندی عائد کر دیں جو آئندہ چل کر سزاے موت کے مکمل خاتمے کا سبب بنے۔
- قوانین اور طریقہ کار پر نظرثانی کریں اور پالیسی تبدیل کریں تاکہ بین القوامی معیار کے مطابق منصفانہ سماعت ممکن ہوسکیں۔
- سزاے موت پانے والے افراد کو معافی اور سزا میں تخفیف حاصل کرنے کا حق بین القوامی معیار کے مطابق استعمال کرنے کا موثر موقع ملنا چاہیے۔

لکھیں

Minister of Justice
Ministry of Justice
No. 130, Sec. 1, Chongqing S. Rd.
Zhongzheng Dist.
Taipei City 100, Taiwan
Email: tyftp@mail.moj.gov.tw

ANTI
DEATH
PENALTY
ASIA
NETWORK

ADPAN
دسمبر 2011
Urdu Index: ASA 01/022/2011
www.facebook.com/groups/358635539514/

دویندر پال سنگھ
بھارت

ANTI DEATH PENALTY ASIA NETWORK

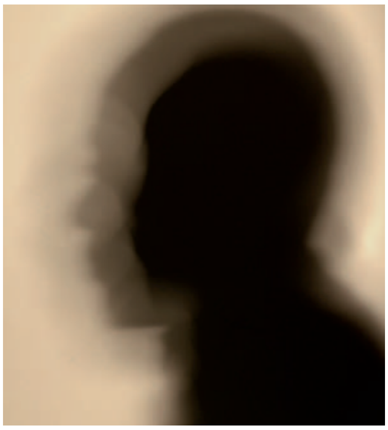
© Amnesty International

دویندر پال سنگھ کو (جنہیں دویندر پال سنگھ بھُلار کے نام سے بھی جانا جاتا ہے) پولیس نے نیو دہلی کے بین القوامی ہوائی اڈے سے جنوری انیس سو پچانوے میں جعلی دستاویزات پر سفر کرنے کے الزام کی وجہ سے گرفتار کیا۔

پولیس کا دعوی ہے کہ نیو دہلی ائرپورٹ پر اس گرفتاری کے بعد دویندر پال سنگھ نے اعتراف کیا کہ وہ انیس سو ترانوے کے دہلی بم حملے میں ملوث تھے جس میں نو افراد ہلاک ہوئے تھے۔ یہ بیان اس وقت دیا گیا جس انہیں پہلی مرتبہ حراست میں لیا گیا اور انہیں وکیل مہیا نہیں تھا۔

دویندر پال سنگھ بعد میں اپنے بیان سے منحرف ہوگئے۔ اس کا کہنا تھا کہ ان کے ساتھ 'جسمانی طور پر غلط برتاؤ کیا گیا، جعلی مقابلے میں مارنے(ماورائے عدالت قتل) کی دھمکی دی گئی اور کئی خالی صفحات پر دستخط کروائے گئے۔'انہوں نے سپریم کورٹ میں ایک اپیل دائر کی جس میں 'دھونس دھمکی اور تشدد' کے ذریعے مبینہ بیان حاصل کرنے کی بات کی ہے۔

سپریم کورٹ کو اپنے بیان میں دویندر پال سنگھ نے کہا کہ مجسٹریٹ کی عدالت میں سماعت کے لیے جاتے ہوئے 'انہیں بتایا گیا کہ اگر اس نے عدالت کے سامنے (تشدد سے متعلق) کوئی بیان دیا تو اسے پنجاب پولیس کے حوالے کر دیا جائے جو اسے مقابلے میں ہلاک کر دے گی۔'

دویندر پال سنگھ پر 1987 کے دہشت گردی اور رخنہ اندازی (انسداد) ایکٹ (ٹاڈا) کے تحت مقدمہ چلایا گیا۔ یہ قانون 1995 میں وسیع پیمانے پر حقوق انسانی کی بین القوامی اور قومی تنظیموں کی جانب سے تنقید کے بعد ختم ہوگیا۔ تنقید کی وجہ اس کا ہزاروں افراد کی گرفتاری، حراست اور ان پر تشدد تھا۔ اس کے ختم ہونے کے باوجود اس ایکٹ کے تحت دہشت گردی میں مبینہ طور پر ملوث افراد کو 1995 سے قبل دی گئی سزائیں برقرار ہیں۔

دویندر پال سنگھ کے خلاف واحد ثبوت ان کا بیان ہے جس سے وہ منحرف ہوگئے تھے۔ عام بھارتی قانون کے تحت کسی کا بیان صرف اس صورت میں ثبوت کے طور پر قابل قبول ہوتا ہے اگر وہ مجسٹریٹ کے سامنے دیا گیا ہو، پولیس کے سامنے نہیں۔ ٹاڈا نے تاہم پولیس کے سامنے بیان کو بھی عدالتی کارروائی میں جائز قرار دے دیا تھا۔

دویندر پال سنگھ کو جوڈیشل مجسٹریٹ کے سامنے پیش کیا گیا جنہوں نے اس بات کی تصدیق کرنی تھی کہ انہوں نے اقبالی بیان اپنی مرضی سے دیا تھا۔ البتہ مجسٹریٹ نے صرف ایک سوال پوچھا – کیا ان کا بیان اس خاص تاریخ کو ریکارڈ کیا گیا تھا یا نہیں۔ مجسٹریٹ نے بیان دیکھا ہی نہیں اور پولیس اہلکاروں کو سماعت کے دوران وہاں موجود رہنے دیا۔

ایک خصوصی ٹاڈا عدالت نے اگست 2001 میں دویندر پال سنگھ کو دہشت گرد کارروائی جس کے نتیجے میں ہلاکتیں ہوئیں، قتل کی سازش اور دیگر کئی جرائم کا مجرم پایا اور سزائے موت سنا دی۔ عام طور پر سزائے موت کا فیصلہ خودبخود ہائی کورٹ کے پاس دوبارہ جائزے کے لیے چلا جاتا ہے۔ اس کے بعد سپریم کورٹ میں اپیل

"یہ ملزم کی ذمہ داری ہے کہ وہ عدالت کو بتائے اور اسے مطمئن کرے کہ اقبالی بیان رضاکارانہ طور پر نہیں دیا گیا تھا۔"

دویندر پال سنگھ کے تشدد کے الزامات کے جواب میں سپریم کورٹ کا بیان، مارچ 2002

تشدد/ دیگر بدسلوکیاں

خصوصی عدالتیں

کا بھی امکان ہوتا ہے، لیکن ٹاڈا کے تحت اپیل صرف سپریم کورٹ میں کی جاسکتی ہے۔

سپریم کورٹ نے مارچ 2002 میں سزاے موت برقرار رکھی۔ تاہم تین میں سے ایک جج نے دویندر پال سنگھ کو بےقصور قرار دیا۔ اس جج کا کہنا تھا کہ انہیں مجرم قرار دینے کے لیے کوئی ثبوت موجود نہیں ہے اور ایک مشکوک اعتراف کو سزاے موت دیے جانے کی بنیاد نہیں بنایا جاسکتا ہے۔

سزا کا دوبارہ جائزہ لینے کے لیے دائر درخواست سپریم کورٹ ججوں نے دوبارہ دسمبر 2002 کے مقابلے میں ایک ووٹ سے مسترد کر دی۔ بھارتی صدر نے مئی 2011 میں رحم کی اپیل مسترد کر دی تھی لیکن تئیس اگست 2011 کو سپریم کورٹ نے صدر کی جانب سے رحم کی اپیل مسترد کرنے میں تاخیر پر ایک درخواست سماعت کے لیے منظور کر لی تھی۔

بھارتی آئین زندہ رہنے کے حق کا تحفظ کرتا ہے۔ تاہم کئی جرائم کی ابھی بھی سزا موت ہے۔ ان میں قتل اور قتل کی سازش، بعض منشیات سے جڑے جرائم اور انسداد دہشت گردی قانون سازی کے تحت جرائم شامل ہیں۔ بھارتی عدالتیں بدستور سزاے موت سنا رہی ہیں اور 2008 کے اواخر تک کم از کم 345 افراد کو یہ سزا دی گئی تھی۔ آخری سزاے موت سات سال کے تعطل کے بعد 2004 میں دی گئی تھی۔ 'انسداد دہشت گردی جرائم' کے قانون کے تحت 1992 سے کسی کو سزاے موت نہیں دی گئی ہے لیکن آٹھ افراد کو جن میں دویندر پال سنگھ شامل ہیں انہی قوانین کے تحت مجرم قرار دیے جانے کے بعد سزاے موت دیے جانے کا خطرہ ہے۔

ابھی قدم اٹھائیں

وزیر اعظم سے اپیل کریں کہ وہ

- اس بات کو یقینی بنائیں کہ دویندر پال سنگھ کے مقدمے کا دوبارہ جائزہ منصفانہ سماعت کے بین القوامی اصولوں کے مطابق لیا جائے۔
- ان کے تشدد اور بدسلوکی کی شکایات کی تحقیقات کریں اور یقینی بنائیں کہ دھونس دھمکی کے نتیجے میں ریکارڈ کیے جانے والے بیانات آئندہ سماعت سے باہر رکھے جائیں۔
- موت کی تمام سزاؤں پر عمل درآمد روک دیں اور سزا دینے پر پابندی عائد کر دیں جو آئندہ چل کر سزاے موت کے مکمل خاتمے کا سبب بنے۔
- قوانین اور طریقہ کار پر نظرثانی کریں اور پالیسی تبدیل کریں تاکہ بین القوامی معیار کے مطابق منصفانہ سماعت ممکن ہوسکے۔

لکھیں

Prime Minister
South Block, Raisina Hill
New Delhi 110 001
Fax: +9111 2301 9545
Email: (via form)
http://pmindia.nic.in/feedback.htm

ANTI DEATH PENALTY ASIA NETWORK

ADPAN
دسمبر 2011
Urdu Index: ASA 01/022/2011
www.facebook.com/groups/358635539514/

© Save Vui Kong Campaign

ANTI
DEATH
PENALTY
ASIA
NETWORK

یونگ وی کانگ

سنگاپور

ملائشیا سے تعلق رکھنے والے انیس سالہ یونگ وی کانگ کو 2007 میں سنگاپور سے 47 گرام ہیروئن رکھنے کے الزام میں گرفتار کیا گیا۔ یونگ سکول سے بھاگے ہوئے تھے اور چھوٹے موٹے جرائم کے ذریعے پیسے بنا رہے تھے۔

سنگاپور کے منشیات ایکٹ کے مطابق جو بھی 15 گرام سے زائد مقدار میں ہیروئن کے ساتھ پکڑا جائے اسے منشیات کی سمگلنگ کا مجرم تصور کیا جاتا ہے جس کے لیے سزائے موت لازمی ہے۔ چونکہ یونگ اس 'تصور' کو مسترد نہیں کروا سکا لہذا 2008 میں ہائی کورٹ نے اسے مجرم قرار دیتے ہوئے سزائے موت سنا دی۔ عدالت کو سزا کم کرنے کا، حالات کا جائزہ لینے یا کم سزا دینے کا صوابدیدی اختیار ہی حاصل نہیں تھا۔

وکلاء نے فیصلے کے خلاف اپیل دائر کی لیکن یونگ نے اپریل 2009 میں اسے یہ کہتے ہوئے واپس لے لیا کہ وہ بدھ مت میں شامل ہوگئے ہیں اور اپنے جرم کا اعتراف کرنا چاہتے ہیں۔ یونگ نے سنگاپور کے صدر کو اپنی نوجوانی کی بنیاد پر رحم کی اپیل کی جو نومبر 2009 میں مسترد کر دی گئی۔

> ”جب ہم لازمی سزائے موت کہتے ہیں تو اس کا بنیادی طور پر مطلب ہوتا ہے کہ ججوں کو صوابدیدی اختیار حاصل نہیں ہے۔ اپنی آنکھیں بس بند کرلیں...اور سزائے موت دیں۔ آپ کو اس شخص کے پس منظر اور باقی سب کچھ جاننے کی ضرورت نہیں۔“
>
> ایم راوی، یونگ وی کانگ کے وکیل

یونگ کے وکیل ایم راوی نے سزا کے خلاف اپیل منشیات کی سمگلنگ کے لیے لازمی سزا موت کو بنیاد بنا کر چیلنج کیا ہے۔ وہ رحم کے طریقہ کار کے لیے عدالتی نظرثانی کی کوشش بھی کر رہے ہیں۔ لیکن مئی 2010 میں اپیل کی عدالت نے اس آئینی چیلنج کو مسترد کر دیا۔ 1980 سے لے کر آج تک یہ تیسری مرتبہ ہے کہ عدالت نے اس طرح کی درخواست مسترد کی ہے۔

عدالت نے فیصلے میں کہا کہ سنگاپور کے آئین کے مطابق زندہ رہنے کا حق کسی غیرانسانی سزا سے باز نہیں رکھتا ہے اور اسی بات کا لازمی سزائے موت پر بھی اطلاق ہوتا ہے۔ عدالت نے رائج بین القوامی قانون جو لازمی سزائے موت کو غیرانسانی اور زندہ رہنے کے حق کی نفی مانتے ہوئے ممنوع قرار دیتا ہے کو بھی مسترد کر دیا تھا۔

مسٹر راوی کی رحم کی اپیل کے طریقہ کار سے متعلق عدالتی نظرثانی کے لیے درخواست کہتی ہے کہ وزیر قانون کے معافی دینے کے اختیار کے بارے میں بیان نے منفی اثر ڈالا۔ یہ بیان طریقہ کار کے منصفانہ ہونے سے متعلق اصول پر بھی اثر انداز ہوا۔ اسے ہائی کورٹ نے 2010 میں مسترد کر دیا۔ کورٹ آف اپیل نے ہائی کورٹ کے فیصلے کے خلاف درخواست بھی اپریل 2011 میں مسترد کر دی جس کے بعد یونگ کو تختہ دار پر لٹکائے جانے کا راستہ صاف ہوگیا ہے۔

صدر محض کابینہ کی جانب سے مشورے پر معافی دے سکتے ہیں لہذا ان کے پاس ایسا کوئی صوابدیدی اختیار نہیں ہے۔ سنگاپور کی 1965 میں آزادی کے بعد اطلاعات کے مطابق صرف چھ مرتبہ سزائے موت معاف کی گئی ہے۔

لازمی سزائے موت

بےگناہ تصور کئے جانے کے حق کی نفی

سنگاپور میں ایک طویل عرصے تک دنیا بھر میں فی کس کے حساب سے سزاے موت کی شرح سب سے زیادہ تھی۔ لیکن اس تعداد میں گزشتہ چند برسوں میں کمی آئی ہے۔ سرکاری اعدادوشمار کے مطابق 2007 میں تین، 2008 میں چھ اور 2009 میں پانچ افراد کو یہ سزا دی گئی۔ البتہ 2010 میں کسی کو یہ سزا نہیں دی گئی۔ قتل، بغاوت، اسلحے سے متعلق سنگین اور منشیات کے جرائم میں سزاے موت لازمی ہے۔ سنگاپور نے سول اور پولیٹکل حقوق سے متعلق بین القوامی کوئنینٹ کی توثیق نہیں کی ہے لیکن روایت کے مطابق عالمی قوانین کے تحت زندہ رہنے کے حق اور تشدد اور بدسلوکی پر بندش کا پابند ہے۔

ابھی قدم اٹھائیں

صدر سے اپیل کریں کہ وہ

- یونگ وی کانگ کی سزاے موت جس بھی عدالتی یا دیگر طریقوں سے روک دیں
- سزاے موت کے مکمل خاتمے کے پہلے قدم کے طور پر اس طرح کی تمام سزاؤں پر عمل درآمد روک دیں
- بین اقوامی معیار اور منصفانہ سماعت کی روایت کے مطابق قوانین اور پالیسیوں پر نظرثانی کی جائے
- لازمی سزاے موت ختم کر دی جائے
- سول اور پولیٹکل حقوق سے متعلق بین القوامی کوئنینٹ کی توثیق کریں۔

اپنا پیغام روانہ کریں:

The President
Office of the President
Orchard Road, Istana
Singapore 0922
Email: s_r_nathan@istana.gov.sg

ANTI
DEATH
PENALTY
ASIA
NETWORK

ADPAN
دسمبر 2011
Urdu Index: ASA 01/022/2011
www.facebook.com/groups/358635539514/

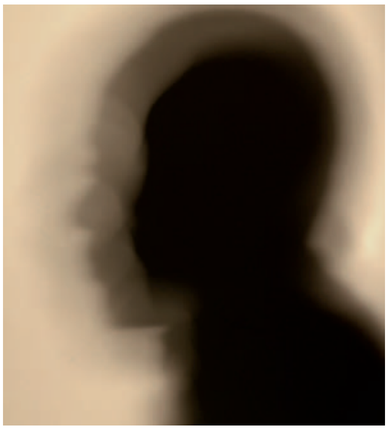

© Amnesty International

ANTI DEATH PENALTY ASIA NETWORK

رضا محمد شاہ بن احمد شاہ

ملائشیا

انیس سالہ رضا محمد شاہ بن احمد شاہ (رضا شاہ) کو چودہ اگست کی شام کوالالمپور سے باہر کچی آبادی سے گرفتار کیا گیا تھا۔ پولیس کا کہنا ہے کہ وہ ایک پلاسٹک بیگ اٹھائے ہوئے تھا جو اس نے پولیس کی جانب سے اسے آواز دینے پر پھینک دیا۔

پولیس نے تھیلا ڈھونڈا اور اس کا کہنا ہے کہ اس میں 800 گرام منشیات تھیں۔ رضا شاہ کہتے ہیں کہ انہیں تھیلے میں کیا تھا اس بابت کچھ نہیں معلوم۔ اس کا مزید کہنا تھا کہ پولیس نے اسے مار کر تھیلے کی جگہ بتانے کو کہا۔

گرفتاری کے بعد رضا شاہ کو برکفیلڈ پولیس ڈسٹرکٹ ہیڈکواٹرز میں رکھا گیا۔ اس تھانے پر تشدد اور دیگر بدسلوکیوں کے الزام لگتے رہے ہیں اور بعض اوقات دوران حراست اموات بھی واقع ہوئی ہیں۔

رضا شاہ کو دو سال تک بغیر سماعت کے حراست میں رکھا گیا اور بل آخر اگست 2002 میں یہ مقدمہ شروع ہوا۔ انہیں کوالالمپور کی عدالت نے خطرناک منشیات کے 1952 کے ایکٹ کے تحت 795 عشاریہ 3 گرام منشیات رکھنے کا مجرم قرار دیا۔

ایکٹ کے مطابق کوئی بھی شخص کوئی بھی خطرناک منشیات رکھنے پر 'اس کے برعکس ثابت ہونے تک ان منشیات کو رکھنے' کا مجرم ثابت ہوگا۔ یہ بھی مانا جائے گا کہ یہ شخص جب تک اس کے برعکس ثابت نہیں ہوتا ان منشیات کی نوعیت کے بارے میں جانتا ہے۔ جو شخص یہ منشیات رکھے گا وہ اس کی سمگلنگ کا مجرم بھی تصور کیا جائے گا جس کی لازمی سزا موت ہے۔

یہ قانون ملزم کے مجرم ثابت ہونے تک بےگناہ ہونے کے حق کو الٹ دیتا ہے۔ کئی مقدمات میں میں ججوں نے منشیات کے لازمی سزائے موت دیں جن سے ظاہر تھا کہ یہ فیصلے قانون میں بےگناہ ہونے کے تصور کی خلاف ورزی تھے۔

> " ملائشیا کے لیے یہی وقت ہے کہ وہ سزائے موت ختم کر دے...کوئی بھی فوجداری نظام انصاف بہترین نہیں۔ آپ کسی شخص کی جان لیتے ہیں اور چند برسوں بعد آپ کو معلوم ہوتا ہے کہ جرم تو کسی اور نے کیا تھا۔ آپ کیا کرسکتے ہیں؟"
>
> نظری عبدالعزیز، ملائشیا کے وزیر قانون، 'آن لائن سٹیزن' اکتیس اگست 2010

رضا شاہ کے واقعے میں جب عدالت کو معلوم ہوا کہ اس کے پاس مبینہ مقدار میں منشیات تھیں، قانون نے عدالت کے لیے کوئی دوسرا راستہ نہیں چھوڑا کہ وہ انہیں منشیات کے کاروبار کا مجرم قرار دے اور پھر انہیں سزائے موت دے جو اس نے دی۔

پتراجایا کی اپیل کی عدالت نے 2006 میں ٹرائل کورٹ کے فیصلے کو مسترد کر دیا۔ اس کا کہنا تھا کہ استغاثہ یہ ثابت نہیں کرسکا کہ رضا شاہ کو تھیلے میں موجود اشیاء کے بارے میں معلوم تھا۔ اس نے رضا شاہ کو منشیات رکھنے کا مجرم قرار دیا لیکن کاروبار کا نہیں۔ عدالت نے انہیں اٹھارہ برس قید اور دس مرتبہ چھڑی مارنے کی سزا دی۔

جنوری 2009 میں وفاقی عدالت نے استغاثہ کی درخواست پر اپیل کورٹ کا فیصلہ واپس کر دیا۔ عدالت کا کہنا تھا کہ رضا شاہ یہ ثابت کرنے میں ناکام رہا کہ وہ منشیات کا کاروبار نہیں کرتا تھا۔ اس نے سزائے موت بحال کر دی۔

رضا شاہ نے اپیل کے تمام قانونی راستے استعمال کرچکے ہیں۔ انہوں نے شاہ سے رحم کی اپیل کر رکھی ہے جس پر فیصلہ ابھی آنا ہے۔

لازمی سزائے موت

بےقصور تصور کیے جانے کے حق کی نفی

اپریل 2011 میں ملائشیا کے وزیر داخلہ نے اعلان کیا کے 441 افراد کو 1960 سے سزاے موت دی جاچکی ہے اور 696 قیدی فروری 2011 تک سزاے موت کے منتظر تھے۔ ان میں سے اکثریت کو 1992 کے خطرناک منشیات ایکٹ کے تحت سزا سنائی گئی ہیں جو لازمی سزا موت کا قانون ہے۔ قتل کی سزا بھی لازمی موت ہے۔
ملائشیا نے 2009 میں اقوام متحدہ کو بتایا کہ وہ منشیات کا کاروبار کرنے کی سزا موت سے کم کر کے عمر قید کرنے کے بارے میں سوچ رہی ہے۔ ملائشیا نے سول اور پولیٹکل حقوق سے متعلق بین القوامی کوئنینٹ یا تشدد کے خلاف کنوینشن کی توثیق نہیں کی ہے۔

ابھی قدم اٹھائیں

بادشاہ سے اپیل کریں کہ وہ

- رضا شاہ کی سزاے موت ہر عدالتی یا دیگر ذرائع سے روکیں
- سزاے موت کے مکمل خاتمے کے پہلے قدم کے طور پر اس طرح کی تمام سزاؤں پر عمل درآمد روک دیں
- بین اقوامی معیار اور منصفانہ سماعت کی روایت کے مطابق قوانین اور پالیسیوں پر نظرثانی کی جائے خصوصا قوانین کو بےگناہ تصور کئے جانے والے اصول کی نفی کرتے ہیں۔
- لازمی سزاے موت ختم کر دی جائے۔
- سول اور پولیٹکل حقوق سے متعلق بین القوامی کوئنینٹ کی توثیق کریں۔

اپنا پیغام روانہ کریں:

King and Supreme Head of State
Istana Negara
50500 Kuala Lumpur
Malaysia
Email: via Foreign Minister
(anifah@kln.gov.my)

ANTI
DEATH
PENALTY
ASIA
NETWORK

ADPAN
دسمبر 2011
Urdu Index: ASA 01/022/2011
www.facebook.com/groups/358635539514/

ANTI DEATH PENALTY ASIA NETWORK

© Private

لینگ گووکوان

چین

سمندری خوراک کے تاجر لینگ گووکوان کو لیونگ صوبے کے ڈانڈونگ سٹی انٹرمیڈیٹ پیپلز کورٹ نے سولہ دسمبر 2009 کو سزاے موت سنائی تھی۔ ان پر ایک جرائم پیشہ گروہ کا سرغنہ ہونے اور اور منشیات کا کاروبار اور سمگلنگ کرنے کا الزام تھا۔ انہیں مجرم ایک غیرمنصفانہ سماعت کے بعد قرار دیا گیا۔ اس سزا کی بنیاد ان گواہوں کے اعترافی بیان اور شہادتیں تھیں جو بعد میں اپنے بیان سے پھر گئے یا پھر ان کا کہنا تھا کہ انہیں تشدد کے ذریعے ان کے خلاف گواہی دینے پر مجبور کیا گیا تھا۔ لینگ گووکوان نے ہمیشہ ان الزامات کی تردید کی ہے اور کہا ہے کہ انہوں نے اقبالیہ بیان تشدد کی وجہ سے دیا تھا۔ انیس جنوری 2009 میں حراست میں لیے جانے کے بعد ان کا کہنا تھا کہ انہیں خصوصی پولیس یونٹ نے تین دن اور تین راتوں تک تفتیش کے دوران تشدد کیا۔ تین پولیس اہلکاروں نے اس کے ہاتھ اس کی کمر کے پیچھے باندھ دیئے۔ انہوں نے اس کا سر اس کی ٹانگوں میں دبا کر اسے گھونسے مارے۔ بعد میں انہوں نے رول کیے ہوئے کاغذ کی ٹیوب کے ایک سرے کو آگ لگا دی اور دوسرا سرا اس کی ناک میں ٹھونس دیا۔ انہوں نے اس کا منہ بند کر دیا اور اسے آگ میں سے سانس لینے پر مجبور کیا۔ جنوری 2009 سے لینگ گووکوان سے کم از کم چار مرتبہ تحقیقات کی گئی اور مارا پیٹا گیا۔

”بعد میں انہوں نے رول کیے ہوئے کاغذ کی ٹیوب کے ایک سرے کو آگ لگا دی اور دوسرا سرا اس کی ناک میں ٹھونس دیا۔“

لینگ گووکوان کو فینگ چینگ کنٹری ڈیٹنشن مرکز میں دو ہزار نو سے رکھا گیا ہے۔ انہیں پہلے غلط نام (چینگ ڈونگ) سے اندراج کیا گیا، بظاہر اس مقصد کے لیے کہ ان کے وکیل اور اہل خانہ کو معلوم نہ ہوسکے کہ انہیں کہاں رکھا گیا ہے۔ جب سے انہیں یہ معلوم ہوا ہے انہیں اب ان سے ملنے نہیں دیا جا رہا ہے۔

ان کے اہل خانہ نے چار مختلف وکیل ان کی نمائندگی کے لیے مقرر کیے۔ ان میں سے پہلے وکیل کو حکام کے دباؤ کے تحت مستعفی ہونا پڑا، جبکہ دوسرے اور تیسرے کو ان سے ملنے ہی نہیں دیا گیا۔ چوتھے وکیل کو بل آخر رسائی دی گئی اور وہ ان سے پہلے مقدمے سے قبل مل پائے۔ اس وکیل نے ڈینڈونگ سٹی پروکیوریٹوریٹ کے پاس جولائی 2009 میں شکایت درج کروائی کہ ان کے موکل کو حراست کے دوران تشدد کا نشانہ بنایا گیا ہے لہذا اس کی تحقیقات کی جائے۔ اگست 2010 میں لیونگ صوبے کی پروکیوریٹوریٹ نے اپنے فیصلے میں تشدد کے الزام کو بےبنیاد قرار دیا۔

سماعت کے دوران، لینگ گووکوان کے وکیل کو کلیدی گواہوں سے سوالات کرنے کا موقع نہیں ملا۔ وہ جنہوں نے گواہی دی، اپنے پہلے بیانات سے مُکر گئے۔ استغاثہ نے کوئی چیز گواہوں کے اس دعوے کے حق میں ثبوت کے طور پر پیش نہیں کی۔ سات دسمبر 2010 کو لیونگ صوبائی ہائی پیپلز کورٹ میں اپنی اپیل کی سماعت میں لینگ گووکوان نے عدالت کو اپنے سر، کلائیوں اور ٹانگوں پر زخموں کے نشان دکھائے جو ان پر تشدد کے دوران انہیں لگے۔ وکیل دفاع کی جانب سے پیش ہونے والے چھپن گواہوں کا کہنا گیا لیکن عدالت نے محض تین کا بیان سنا۔ چھ مئی 2011 کو لیونگ عدالت نے لینگ گووکوان کے مقدمے کو دوبارہ سماعت کے لیے بھیجا۔ اس کی وجہ ’حقائق کے بارے میں ابہام‘ اور ’ثبوت کی کمی‘ تھی۔ ان کے مقدمے کی دوبارہ سماعت دس اکتوبر 2011 سے شروع ہوئی ہے۔

تشدد/دیگر بدسلوکیاں

موثر قانونی مشیر تک رسائی سے محروم

چین میں کم از کم پچپن جرم جن میں عدم تشدد والے بھی شامل ہیں جیسے کہ منشیات سے متعلق ان کی سزا موت ہے۔ ہر سال ہزاروں – دنیا بھر کی سزائے موت ملا کر بھی زیادہ افراد کو یہ سزا دی جاتی ہے۔ تاہم اس کی درست تعداد ایک راز ہے۔ سال 2007 میں سپریم پیپلز کورٹ نے سزائے موت کے تمام مقدمات کا دوبارہ جائزے کا اختیار واپس لے لیا۔ یہ ان سزاوں کی توثیق کر سکتی ہے یا پھر انہیں دوبارہ سماعت کے لیے نچلی عدالتوں کو بھیج سکتی ہے۔ اس سے حکام کا کہنا ہے کہ سزائے موت دیے جانے کی تعداد میں قابل ذکر کمی آئی ہے لیکن ان دعووں کی تصدیق نہیں کی جاسکتی ہے۔ اگر سپریم پیپلز کورٹ سزائے موت کی توثیق کرتی ہے تو سزا جلد دے دی جاتی ہے۔ آئین انتظامیہ کو 'خصوصی معافی' کا اختیار دیتی ہے لیکن اس حاصل کرنے کا کوئی طریقے کار واضح نہیں ہے۔ سزائے موت سمیت دیگر تمام سماعتیں بین القوامی معیار پر پوری نہیں اترتی ہیں۔ چین کی فوجداری مقدمات میں سزا دینے کی شرح سو فیصد ہے۔

ابھی قدم اٹھائیں

چینی حکام سے اپیل کریں کہ وہ

- لینگ گووکوان کی سزاے موت عدالتی یا کسی بھی دوسرے دستیاب طریقے سے روکیں
- اس بات کو یقینی بنائیں کہ لینگ گووکوان کا مقدمہ دوبارہ منصفانہ سماعت کے بین القوامی قوانین کے مطابق خصوصا ان کے مناسب قانونی مشیر کے حق کو مدنظر رکھ کر چلایا جائے
- تشدد اور دیگر بدسلوکی کی اطلاعات کیں تحقیقات کروائی جائیں اور یقینی بنایا جائے کہ اس طریقوں سے حاصل کیے گئے بیانات دوبارہ سماعت میں سامنے نہ رکھے جائیں
- سزاے موت کے مکمل خاتمے کے پہلے قدم کے طور پر اس طرح کی تمام سزاؤں پر عمل درآمد روک دیں
- بین اقوامی معیار اور منصفانہ سماعت کی روایت کے مطابق قوانین اور پالیسیوں پر نظرثانی کی جائے
- سول اور پولیٹکل حقوق سے متعلق بین القوامی کوئنینٹ کی توثیق کریں۔

لکھیں

President of the Liaoning
Provincial Higher People's Court
Liaoningsheng Gaoji Renmin
Fayuan
132 Huigongjie, Shenhequ
Shenyangshi 110013
Liaoningsheng
People's Republic of China
Email: lnfy_mygt@chinacourt.org
or lngfjb@126.com

ANTI
DEATH
PENALTY
ASIA
NETWORK

ADPAN
دسمبر 2011
Urdu Index: ASA 01/022/2011
www.facebook.com/groups/358635539514/

© Private

ANTI DEATH PENALTY ASIA NETWORK

ہاکامادا آواو

جاپان

ہاکامادا آواو (ہاکامادا) 1936 کو پیدا ہوئے۔ اس سابق باکسر کو قتل کے الزام میں 1966 کو گرفتار کیا گیا جس کے دو سال بعد انہیں سزاے موت سنا دی گئی۔
گرفتاری کے بعد پولیس نے ہاکامادا سے اٹھارہ اگست سے نو ستمبر 1966 کے درمیان تیئس روز تک تفتیش کی۔ ان سے اوسط روزانہ بارہ گھنٹے پوچھ گچھ کی جاتی جوکہ تین مرتبہ چودہ گھنٹے تک طول پکڑ گئی۔ انہوں نے بیس روز کے بعد 'اعتراف جرم' کیا جس کے تین روز بعد ان پر باضابطہ الزام عائد کیا گیا۔ اس دوران انہوں نے کئی دستاویزات پر دستخط کیے جس میں بظاہر اعتراف جرم کیا گیا تھا۔ ہاکامادا نے بعد میں مزید اقبالی بیانات پر دستخط کیے جو اس مرتبہ پبلک پراسکیوٹر نے تیار کیے تھے۔

ہاکامادا سماعت کے دوران ان بیانات سے پھر گئے یہ کہتے ہوئے کہ دوران حراست انہیں پانی و خوراک نہیں دی گئی، انہیں بیت الخلاء استعمال کرنے نہیں دیا گیا اور انہیں لاتیں اور گھونسے مارے گے۔ اپنی بہن کو ایک خط میں انہوں نے لکھا:

'۔۔۔تحقیقات کاروں میں سے ایک نے میرا انگوٹھا سیاہی کے پیڈ پر رکھا، اسے تحریری اعترافی بیان کی جانب گھسیٹا اور مجھے چیختے، لاتیں برساتے اور میرا بازو مڑوڑتے ہوئے حکم دیا: اپنا نام یہاں لکھو!۔'

ہاکامادا کو سماعت سے قبل صرف تین مرتبہ مختلف وکیل صفائی کے ساتھ ملنے دیا گیا۔ 1968 میں شزاوکا ضلعی عدالت میں سماعت کے دوران ججوں نے استغاثہ کی جانب سے ہاکامادا کے دستخط والے اقبالی بیان پر اپنی تشویش ظاہر کی کہ یہ رضا کارارنہ طور پر نہیں لیے گئے۔ ان 45 دستاویزات میں سے محض ایک رضامندی کے ساتھ دستخط شدہ قرار دیا اور باقی کو ثبوت کے لیے ناقابل استعمال قرار دیا گیا۔
انہیں مجرم قرار دیتے ہوئے سزاے موت سنائی گئی۔ سپریم کورٹ نے اس سزا کی 1980 میں توثیق کر دی۔
سال 2007 میں شزاوکا ضلعی عدالت کے تین ججوں میں سے ایک کوماموٹو نوریمیچی نے جنہوں نے 1968 میں انہیں سزاے موت دی تھی کہا کہ انہیں یقین ہے ہاکامادا بےقصور ہے:

'اصل میں اس کے اس جرم کے ارتکاب سے متعلق شواہد تقریبا نہیں تھے: تاہم تفتیش کاروں کا آغاز سے خیال تھا کہ وہ مجرم ہے، لہذا پولیس نے یہ سمجھتے ہوئے کہ وہ جرم کا ذمہ دار ہے تحقیقات کیں۔ انہیں حراست میں لیا گیا اور انہیں اعترافی بیان دینے پر مجبور کیا گیا کونکہ پولیس نے انہیں گرفتار کیا تھا۔'

کوماموٹو نوریمیچی کو ہاکامادا کو اس کے باوجود کہ وہ ان کی بےگناہی کے قائل تھے سزاے موت دینے پر مجبور کیا گیا تھا: 'میں اپنے ضمیر کا بوجھ برداشت نہیں کرسکا تھا لہذا میں نے جج کے عہدے سے استعفی دے دیا تھا۔ ۔۔۔ میں نے اپنے آپ کو مجرم قرار دیا۔'

" میں دیگر دو ججوں کو اس بات پر قائل نہیں کرسکا کہ ہاکامادا مجرم نہیں ہے لہذا مجھے انہیں سزا دینی تھی کیونکہ یہ فیصلہ اکثریت کا تھا۔ ذاتی طور پر حقیقت یہ ہے کہ مجھے یہ فیصلہ لکھنا پڑا میرے ضمیر کے خلاف تھا جس کے بارے میں میں آج سوچتا ہوں۔"

کوماموٹو نوریمیچی، شزاوکا ضلعی عدالت کے جج، 2007

تشدد/دیگر بدسلوکیاں

وکیل تک رسائی کے حق کی نفی

ہاکامادا کے وکیل صفائی نے 1981 میں دوبارہ سماعت کی اپیل کی لیکن اسے سپریم کورٹ نے 1984 میں مسترد کر دیا۔ دوبارہ سماعت کی ایک اور اپیل 2008 میں شزاوکا ضلعی عدالت میں کی گئی جو ابھی تک وہاں زیر التواء ہے۔

پینتالیس برسوں سے اپنی بےگناہی پر احتجاج کرنے والے ہاکامادا جاپان میں سزاے موت کے منتظر سب سے پرانے قیدی ہیں۔ جاپان میں سزاے موت کے تمام قیدی تنہائی میں رکھے جاتے ہیں۔ ہاکامادا تیس برس سے قید تنہائی گزار رہے ہیں۔ ان کی ذہنی کیفیت کے بارے میں بھی اب سنگین خرابی کے اشارے ملے ہیں۔

جاپان کے فوجداری نظامِ انصاف میں جرم ثابت کرنے کے لیے اقبالی بیان کے حصول کے لیے دایو کانگوکو نظام پر بہت زیادہ انحصار ہے۔ اس نظام کے تحت پولیس کو تئیس روز تک حراست میں لینے اور تفتیش کے لیے وکیل تک رسائی کے بغیر رکھنے کی اجازت ہے۔ اس دوران عموما تشدد اور بدسلوکی کے ذریعے اعترافی بیان حاصل کیے جاتے ہیں۔ جاپان میں جرم ثابت کرنے کی شرح ننانوے فیصد ہے۔ یہاں انیس ایسے جرائم ہیں جن کی سزا موت ہے لیکن عملا صرف قتل کے مجرموں کو سزاے موت دی جاتی ہے۔اس وقت سو سے زائد افراد سزاے موت کے منتظر ہیں۔ 2006 اور 2010 کے درمیان سینتیس افراد کو یہ سزا دی گئی۔ یہ سزائیں خفیہ طور پر دی گئیں اور سزا پانے والوں کو چند گھنٹے قبل ہی اس بارے میں مطلع کیا جاتا ہے۔ ان کے اہلخانہ کو تاہم سزا ملنے کے بعد بتایا جاتا ہے۔

ابھی قدم اٹھائیں

وزیر انصاف سے اپیل کریں کہ وہ

- ہاکامادا کی سزاے موت کو عدالتی یا کسی بھی دوسرے دستیاب طریقے سے روکیں
- اس بات کو یقینی بنائیں کہ ہاکامادا کا مقدمہ دوبارہ منصفانہ سماعت کے بین القوامی قوانین کے مطابق چلایا جائے
- تشدد اور دیگر بدسلوکی کی اطلاعات اور موثر قانونی مشاورت کے حق کی نفی کی تحقیقات کروائی جائیں
- دایو کانگوکو نظام کو ختم یا اسے بین القوامی معیار کے مطابق ڈھالیں جس میں تحقیقات کے تمام عمل کو الیکٹرانک طریقے سے ریکارڈ کریں
- سزاے موت کے مکمل خاتمے کے پہلے قدم کے طور پر اس طرح کی تمام سزاؤں پر عمل درآمد روک دیں
- بین اقوامی معیار اور منصفانہ سماعت کی روایت کے مطابق قوانین اور پالیسیوں پر نظرثانی کی جائے

لکھیں

Minister of Justice
1-1-1 Kasumigaseki
Chiyoda-ku
Tokyo 100-8977, Japan
Fax +81 3 5511 7200 (via Public Information & Foreign Liaison Office)

ANTI
DEATH
PENALTY
ASIA
NETWORK

ADPAN
دسمبر 2011
Urdu Index: ASA 01/022/2011
www.facebook.com/groups/358635539514/

© Private

ANTI
DEATH
PENALTY
ASIA
NETWORK

ہمفری جیفرسن ایجک الویک

انڈونیشیا

نائجیریا کے ہمفری جیفرسن ایجک الویک (جیف) کو سال 2003 میں منشیات کے الزام میں گرفتار کیا گیا اور 2004 میں سزائے موت سنا دی گئی۔

جیف کو دو اگست 2003 میں جکارتہ سے گرفتار کیا گیا۔ پولیس کو ان کے ایک ہوٹل کے کمرے سے جوکہ ان کے ملازم کے زیر استعمال تھا ایک اشاریہ سات کلوگرام ہیروئن برآمد کی۔

ان پر منشیات برآمد، درآمد، فروخت اور کاروبار کرنے کے الزامات عائد کیے گئے۔ یہ ایسے الزامات ہیں جن کی ممکنہ سزا موت ہوسکتی ہے۔ تاہم جیف کو گرفتاری، تفتیش یا حراست کے دوران وکیل کی سہولت میسر نہیں تھی۔ انہیں مجموعی طور پر پانچ ماہ تک بغیر کسی قانونی نمائندگی کے رکھا گیا جو سول اور پولیٹکل حقوق سے متعلق بین القوامی کوئنینٹ کے آرٹیکل 14 اور انڈونیشیا کے فوجداری قانون (جو قانونی مشیر کی مدد اور رابطے کی ضمانت دیتا ہے) کی خلاف ورزی تھی۔

انڈونیشیا نے 2006 میں سول اور پولیٹکل حقوق سے متعلق بین القوامی کوئنینٹ کو توثیق کی تھی۔

جیف کا دعوی ہے کہ انہیں تحقیقات کے دوران متعدد بار زدوکوب کیا گیا۔ ان کا کہنا ہے کہ ان کے تفتیش کاروں نے انہیں اگر وہ منشیات رکھنے کا اعتراف نہیں کرتے یا وہ کسی اور کو اس میں ملوث کرنے سے انکار کرتے ہیں توانہیں گولی مارنے کی دھمکی دی تھی۔ اپریل 2004 میں سماعت کے ریکارڈ کے مطابق تاہم جیف نے کہا تھا کہ انہیں کسی قسم کی دھونس دھمکی نہیں دی گئی تھی۔

عدالتی فیصلے میں یہ بیان بھی شامل ہے کہ 'سیاہ چمڑی کے نائجیریا کے افراد' پولیس کی مسلسل نگرانی میں ہیں کیونکہ وہ انڈونیشیا میں منشیات کے کاروبار میں مبینہ طور پر ملوث ہیں۔ یہ سماعت کی غیرجانبداری کے بارے میں باعث تشویش ہیں۔ سول اور سیاسی حقوق سے متعلق بین القوامی کوئنینٹ کا تقاضہ ہے کہ ہر کسی کو اہل، آذاد اور غیرجانبدار عدالت کے ذریعے منصفانہ اور کھلی سماعت کا موقع ملے۔ کوئنینٹ ممالک پر تمام افراد کے حقوق کا تحفظ اور ان کا تقدس مقدم رکھے 'بغیر کسی تفریق کے' جس میں نسل، رنگ اور قومی اور سماجی تعلق شامل ہے۔

> ”نائجیریا کے سیاہ فام افراد' پر پولیس نظر رکھے ہوئی ہے کیونکہ ان پر انڈونیشیا میں منشیات کے کاروبار کا شک ہے۔“
>
> ہمفری جیفرسن کے مقدمے کے فیصلے کا ایک حصہ

جیف کو جکارتہ کے مرکزی ضلع کی عدلت نے اپریل 2004 میں منشیات رکھنے اور فروخت کرنے کا مجرم قرار دیا اور سزائے موت سنائی۔ ان کی سزا کو ہائی کورٹ نے بھی جون 2004 اور سپریم کورٹ نے نومبر 2004 میں برقرار رکھا۔

نومبر 2004 میں چارلس کانو عرف کیلی نے جو جیف کے ہوٹل کے ریسٹورنٹ کے سابق مالک تھے پولیس کو بتایا کہ اس نے منشیات کو ریسٹورنٹ میں رکھنے کی منصوبہ بندی کی تھی تاکہ جیف گرفتار ہو اور اسے سزا ملے۔

اگرچہ وہ بعد میں جیل میں فوت ہوگئے، لیکن کئی لوگوں نے شہادت دی کہ انہوں نے چارلس کانو کو جیل میں منشیات کے الزام میں حراست کے دوران یہ اعتراف کرتے پایا ہے۔ ان شہادتوں کو سپریم کورٹ میں جیف کی جانب سے اپیل کا حصہ بنایا گیا لیکن یہ درخواست ستمبر 2007 میں مسترد کر دی تھی۔ اسی برس عدالت نے منشیات کے لیے سزائے موت کی آئینی حثیت برقرار رکھی۔

تشدد/دیگر بدسلوکیاں

وکیل مہیا نہیں کیا گیا

جیف کو فل الوقت نوسہ کم بنگن قید خانے میں رکھا گیا ہے جہاں وہ سزاے موت کے منتظر ہیں۔ انہوں نے صدر کو رحم کی اپیل یہ کہتے ہوئے نہیں کی ہے کہ وہ بےگناہ ہیں اور اس لیے کسی ایسےجرم کے لیے معافی نہ مانگیں جو انہوں نے کیا ہی نہ ہو۔ انڈونیشیا کو کریمنل کوڈ میں تشدد کو جرم قرار دینا ابھی باقی ہے۔

انڈونیشیا میں سو سے زائد افراد سزاے موت کے منتظر ہیں۔ ان میں سے نصف کو جن میں کئی غیرملکی ہیں منشیات کے الزام کے تحت یہ سزا ملی ہے۔ دس کو 2008 میں جبکہ اس سے قبل کی دہائی میں گیارہ افراد کو سزاے موت دی گئی۔ 2010 میں کم از کم سات افراد کو سزاے موت دی گئی لیکن 2008 سے کسی سزاے موت پر عمل درآمد کو ریکارڈ نہیں کیا گیا ہے۔ اگست 2010 میں معافی کے قانون میں ترمیم کی گئی تاکہ سزاے موت پانے والے حتمی فیصلے کے ایک برس کے اندر محض ایک مرتبہ صدر کو یہ اپیل کرنے کا حق دیا جاے۔ آئین تشدد پر پابندی عائد کرتا ہے لیکن پولیس کی جانب سے تشدد عام ہے اور زبردستی کے اعترافی بیانات پر عدالتوں میں اکتفاء کیا جاتا ہے۔ سزاے موت کے جرائم میں پکڑے جانے والوں کو 231 روز تک بغیر عدالتی کارروائی کے حراست میں رکھا جاسکتا ہے۔ عدلیہ کی آذادی کی کمی اور بدعنوانی سنگین تشویش کا باعث ہے۔

ابھی قدم اٹھائیں

اٹارنی جنرل سے اپیل کریں کہ وہ

- ہمفری جیفرسن کی سزاے موت عدالتی یا کسی بھی دوسرے دستیاب طریقے سے روکیں
- اس بات کو یقینی بنائیں کہ ہمفری جیفرسن ایجک الویک کا مقدمہ دوبارہ منصفانہ سماعت کے بین القوامی قوانین کے مطابق چلایا جائے
- تشدد کو جرم قرار دیں اور تشدد اور دیگر بدسلوکیوں کی تحقیقات کروائی جائیں اور اس بات کو یقینی بنائیں کہ اس طریقے سے حاصل بیانات کو دوبارہ سماعت میں نہ پیش کیا جائے
- سزاے موت کے مکمل خاتمے کے پہلے قدم کے طور پر اس طرح کی تمام سزاؤں پر عمل درآمد روک دیں
- بین اقوامی معیار اور منصفانہ سماعت کی روایت کے مطابق قوانین اور پالیسیوں پر نظرثانی کی جائے
- کریمنل کوڈ کا دوبارہ جائزہ لیں اور پالیسیوں اور طریقہ کار میں ایسی بین القوامی معیار کے مطابق تبدیلیاں متعارف کروائیں

لکھیں

Attorney General of the Republic of Indonesia
Jl. Sultan Hasanudin No.1
Kebayoran Baru
Jakarta Selatan 12160
Indonesia
Fax +62 21 725 0213 / +62 21 739 2576

ANTI DEATH PENALTY ASIA NETWORK

ADPAN
دسمبر 2011
Urdu Index: ASA 01/022/2011
www.facebook.com/groups/358635539514/

ANTI
DEATH
PENALTY
ASIA
NETWORK

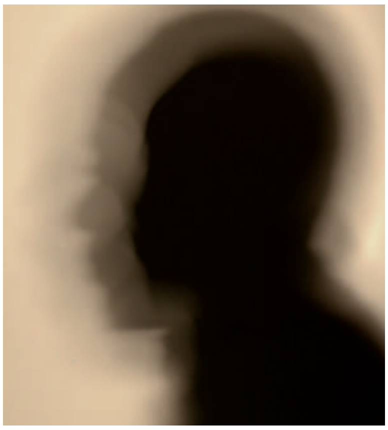

© Amnesty International

آفتاب بہادر
پاکستان

آفتاب بہادر کو پولیس نے لاہور میں 5 ستمبر 1992 کو ایک دوسرے شخص کے ساتھ قتل کے الزام میں گرفتار کیا۔ انہیں پولیس حراست میں بغیر وکیل تک رسائی کے کئی ماہ تک رکھا گیا۔ ملزمان کو اکثر کئی ہفتوں اور بعض اوقات ایک سال تک الزامات کی تیاری کے لیے حراست میں رکھا جاتا ہے۔ انہیں کم ہی اپنی حراست کی عدالت میں قانونی حثیت چیلنج کرنے یا انہیں ضمانت حاصل کرنے کا موقع دیا جاتا ہے۔

جب آفتاب بہادر بل آخر ایک عدالت میں 1993 میں پیش ہوئے، تو انہوں نے اپنے آپ کو بےگناہ قرار دیا۔ ان کا کہنا تھا کہ پولیس انہیں جائے وقوع پر لے گئی اور اسے زبردستی انگلیوں کے نشانات چھوڑنے پر مجبور کیا گیا۔ ان کے ساتھ گرفتار غلام مصطفی نے بھی دعوی کیا کہ انہیں مارا پیٹا گیا ہے اور زبردستی انگلیوں کے نشان چھوڑنے پر مجبور کیا گیا۔ جج نے ان کے دعوے بغیر کسی بیان کے نوٹ کیے۔

آفتاب بہادر کو مقدمے کے لیے حکومت کی جانب سے وکیل مہیا کیا گیا جو اپنے موکل کے دفاع میں کوئی ثبوت یا عینی شاہد پیش کرنے میں ناکام رہے۔ ریاست کی جانب سے تعینات کیے جانے والے وکیلوں کی اکثر مناسب تربیت یا انہیں ادائیگی نہیں کی جاتی ہے۔ وہ اپنے موکل کا گرمجوشی سے مقدمے اس وقت تک نہیں لڑتے جب تک انہیں موکل بھی رقم ادا نہ کرے۔

> "پولیس نے مجھے مارا پیٹا اور میرے ہاتھوں پر تیل لگا کر انہوں نے کمرے میں میرے نشان حاصل کئے۔"
>
> آفتاب بہادر

آفتاب بہادر پر لاہور میں جلد سماعت کی خصوصی عدالت نمبر دو میں تیرہ اپریل 1993 کو مقدمہ چلایا گیا اور اسے سزاے موت دی گئی۔ یہ عدالتیں 1987 سے 1994 کے درمیان چند شیڈولڈ جرائم کے لیے جن کی سزا موت ہوسکتی ہے قائم کی گئیں جس میں قتل، پرتشدد اور عدم تشدد پر مبنی سیاسی جرائم بھی شامل تھے۔ ریٹائرڈ ججوں پر مشتمل یہ عدالتیں باضابطہ قانونی نظام سے باہر کام کرتی تھیں۔ ان کے فیصلوں کے خلاف اپیل خصوصی سپریم اپیلٹ کورٹ میں کی جاسکتی ہیں جو عام سپریم کورٹ بنچ سے الگ تھیں۔ فرد جرم دائر ہونے کے بعد مقدمات کو عدالتوں میں سماعت کے لیے لانے، سماعت کے دورانیے اور اپیل کے لیے وقت کی سخت میعاد مقرر تھیں۔ اگرچہ ان عدالتوں کے قیام کے لیے قانون 1994 میں ختم کر دیا گیا لیکن کئی لوگ ان عدالتوں میں مقدمات کے بعد میں بھی قید رہے۔ ان میں سے ایک آفتاب بہادر بھی تھے انہیں سزاے موت سنائی گئی تھی۔

آفتاب بہادر نے اپنی سزا کے خلاف سپریم اپیلٹ کورٹ میں اپیل بھی کی۔ حکومت نے پھر ان کے دفاع کے لیے ایک وکیل مقرر کیا۔ ان کی اپیل کی درخواست پر تاریخ نہیں ہے اور محض ایک کاغذ پر یہ چار بنیادی نکات پر مشتمل ہے: استغاثہ ان کے خلاف شک سے بالاتر ہوکر جرم ثابت کرنے میں ناکام رہی، کہ انہیں سزا دینے کے لیے قابل اعتبار شواہد کم ہیں، آفتاب بہادر بےقصور ہیں اور عدالتی فیصلہ صوابدیدی اور اٹکل پر مبنی تھا۔

اپیل کی عدالت نے 27 مارچ 1994 کو سزا برقرار رکھی۔ سال دو ہزار دس میں آفتاب بہادر نے صدر کو رحم کی اپیل بھیجی۔ وہ لاہور جیل میں زیر حراست ہیں۔

تشدد/دیگر بدسلوکیاں

خصوصی عدالتیں

پاکستان میں عدالتیں بڑی تعداد میں لوگوں کو جن میں بچے بھی شامل ہیں سزائے موت دیتی ہیں باوجود اس کے کہ صدر نے 2008 میں وعدہ کیا تھا کہ ایسی تمام سزاوں میں تخفیف کر دی جائے گی۔ آٹھ ہزار قیدی سزائے موت کے منتظر ہیں۔ ان میں سے کئی سالوں سے اس کا انتظار کر رہے ہیں۔ سزائے موت اکثر قتل کے لیے دی جاتی ہے لیکن اس کے علاوہ تقریبا تیس دیگر جرائم جن میں کئی ایسے ہیں جو سول اور پولیٹکل حقوق سے متعلق بین القوامی کوئنینٹ کے مطابق 'سنگین ترین جرائم' کے تحت نہیں آتے بھی شامل ہیں۔ انسداد دہشت گردی کی عدالتیں باضابطہ قانونی نظام کے تحت نہیں آتیں۔ ان کے تحت پولیس اور سکیورٹی ایجنسیوں کو وسیع اختیارات دیئے گیے ہیں۔ عدالتی نظام میں کئی خامیاں موجود ہیں جن میں کرپشن، عدالتی آذادی کا فقدان اور امتیازی سلوک شامل ہے۔

ابھی قدم اٹھائیں

صدر سے اپیل کریں کہ وہ

- آفتاب بہادر کی سزائے موت عدالتی یا کسی بھی دوسرے دستیاب طریقے سے روکیں
- تشدد اور بدسلوکی کے تمام الزامات کی تحقیقات کریں اوراس بات کو یقینی بنائیں کہ اس طریقے سے حاصل بیانات کو دوبارہ سماعت میں نہ پیش کیا جائے
- اس بات کو یقینی بنائیں کہ آفتاب بہادر کا مقدمہ دوبارہ منصفانہ سماعت کے بین القوامی قوانین کے مطابق چلایا جائے
- سزائے موت کے مکمل خاتمے کے پہلے قدم کے طور پر اس طرح کی تمام سزاؤں پر عمل درآمد روک دیں
- سول اور پولیٹکل حقوق سے متعلق بین القوامی کوئنینٹ کی مکمل پاسداری کریں اور بین القوامی معیار اور منصفانہ سماعت کی روایت کے مطابق قوانین اور پالیسیوں پر نظرثانی کی جائے

لکھیں

President of Pakistan
Pakistan Secretariat
Islamabad
Pakistan
Fax: +92 5192 04974

ANTI
DEATH
PENALTY
ASIA
NETWORK

ADPAN
دسمبر 2011
Urdu Index: ASA 01/022/2011
www.facebook.com/groups/358635539514/

****This updates *When Justice Fails, Thousands executed after unfair trials*, ASA 01/023/2011, and the individual appeal case on China, Leng Guoquan ****

On 23 November 2011 following a re-trial in the case of Leng Guoquan, the Dandong City Intermediate Court sentenced Leng Guoquan to life imprisonment.

Chinese (Simplified)

<u>最新情况</u>

2011 年 11 月 23 日，丹东市中级人民法院在重审冷国权案后判处他无期徒刑。.

Japanese

<u>アップデート</u>

2011 年 11 月 23 日、冷国权の事件の下記の再審が、丹東市の中級法院で行われ、彼に終身刑が言い渡された。

Urdu

<u>تازۃ ترین</u>

تئیس نومبر 2011 کو دوبارہ سماعت کے بعد لینگ گوکوان کو ڈینگڈونگ سٹی انٹرمیڈیٹ کورٹ نے عمر قید کی سزا سنائی ہے۔

Filipino/Tagalog

<u>Bagong Kaganapan</u>

Sa ika-23 ng Nobyembre 2011 pagkatapos ng muling paglilitis sa kaso ni Leng Guoquan, hinatulan siya ng habambuhay na pagkabilanggo ng Intermediate na Korte ng Syudad ng Dandong.

Mongolian

<u>Сүүлийн үеийн мэдээ</u>

2011 оны 11 дүгээр сарын 23-нд Дандонг Хотын Дунд шатны шүүхээс Ленг Гуокангийн хэргийг дахин хэлэлцэж бүх насаар нь хорих ял оноожээ.

Thai

<u>สถานการณ์ล่าสุด</u>

ในวันที่ 23 พฤศจิกายน 2554 ได้มีการพิจารณาไต่สวนคดีอีกครั้งสำหรับคดีของ *Leng Guoquan* และศาลชั้นกลางของเมืองต้านถงได้พิพากษาจำคุกเขาตลอดชีวิต

Indonesian

<u>Kabar terbaru</u>

Pada 23 November 2011 ,menyusul pengadilan ulang dalam kasus Leng Guoquan, Pengadilan Menengah Kota Dandong menjatuhinya hukuman penjara seumur hidup.

Hindi

<u>अपडेट</u>

लेंग गुओगुआन के मुकदमें में सुनवाई के बाद 23 नवम्बर 2011 को, डैगडोंग सिटी इंटरमिडियेट कोर्ट ने उन्हें आजीवन कारावास की सजा सुनाई है ।

Malay

<u>Berita Terkini</u>

Pada 23 November 2011 selepas perbicaraan semula kes Leng Guoquan, Mahkamah Perantara Bandar Dandong telah menjatuhkan hukuman penjara seumur hidup ke atas beliau.

Korean

<u>업데이트</u>

2011 년 11 월 23 일, 단동시 중급인민법원은 렝 구오관 사건의 재심에서 종신형을 선고했다.